QUARTERLY, PEER REVIEWED
al-amir
ISSN(P): 2790-931X ISSN(E): 2790-9328
E-Mail: editor.alamir@gmail.com

سوشل میڈیا اور اسلامی جمہوریہ پاکستان: ثقافتی مبارزہ، چیلنجز اور ممکنہ حل

Social Media and the Islamic Republic of Pakistan: Clash of Civilizations, Challenges and Possible Solutions

Hafiz Ullah Khan
Doctoral Candidate, Dept. of Islamic Studies, University of Science & Technology, Bannu Email: hafizkakki14@gmail.com
Dr. Muhammad Fakhr ud-din
Lecturer, Dept. of Islamic Studies, University of Science & Technology, Bannu
Email: dr.fakhar@ustb.edu.pk

This research explores the dynamic interaction between social media and the Islamic Republic of Pakistan, revealing a complex culture war unfolding in the digital landscape. The study examines how social media platforms have become arenas of competition, where traditional Islamic values collide with the global influence of digital communication. By examining the ways in which social media have shaped and reflected Pakistani cultural identity, the research examines the tension between modernity and conservatism, as well as challenges to established social norms. Additionally, it analyzes the role of social media in promoting communication, political discourse, and diverse voices in the context of Pakistan's cultural landscape. By shedding light on this culture war, this research contributes to understanding the complex relationship between social media and the Islamic Republic of Pakistan.

Keywords: Social media, Islamic Republic of Pakistan, Clash of Civilizations, digital communication, Islamic Culture.

DOAJ OPEN GLOBAL TRUSTED
Academic Resource Index ResearchBib
Journament
CiteFactor Academic Scientific Journals
اشاریہ اردو جرائد
Eoi Electronic Object Identifier
I2OR
Cosmos

تعارف:

اپنے محسوسات، جذبات، خیالات اور نظریات کا اظہار و فروغ ازل سے انسانی فطرت کا داعیہ رہا ہے۔ اسے تکمیل تک پہنچانے کے لیے تاریخ کے مختلف ادوار میں انسان مختلف ذرائع، اسباب اور آلات کا استعمال کرتا رہا ہے۔ خوب سے خوب تر کی تلاش نے میڈیا کو بھی جدت اور ترقی کی نئی جہتوں، سمتوں اور اشکال سے متعارف کروایا۔ ٹیکنالوجی اور انٹرنیٹ کی برق رفتار ترقی نے سماجی حیوان (soical animal) کو سماجی میڈیا (Social media) سے متعارف ہونے کے مواقع فراہم کیے۔ آج کے دور میں سوشل میڈیا کی

اہمیت اس نوع کی ہے کہ بعض ماہرین ابلاغیات میڈیا کو ریاست کا چوتھا ستون قرار دیتے ہیں[1]۔ سوشل میڈیا کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ موجودہ دور تمام اہم پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا کے کمپنیوں نے سوشل میڈیا پر اپنے اپنے اکاونٹس اور پیجز بنائے ہوئے ہیں۔ اس طرح تمام اہم ممالک کے سربراہان اور زعماء ریاست اپنے اپنے اسپیس ایکس (ٹویٹر) اکاونٹس استعمال کرتے ہیں اور اس پر اپنے اپنے پالیسی بیانات جاری کرتے ہیں۔

سوشل میڈیا سے مراد ان لائن بلاگز، سماجی روابط کی ویب گاہیں، موبائل، اور پیغام رسانی کے دیگر ڈیجیٹل ذرائع وغیرہ ہیں۔ جن کے ذریعے سے سماجی روابط کو فروغ دیا جاتا ہے۔ سوشل میڈیا انٹرنیٹ سے جڑا ایک ایسا نیٹ ورک سسٹم ہے جو افراد کو افراد سے، اور اداروں کو ایک دوسرے سے مربوط ہونے، معلومات کا تبادلہ کرنے، اپنے پیغام کی ترسیل کرنے اور انٹرنیٹ پر موجود دیگر کئی چیزوں (پوسٹرز، آڈیوز، ویڈیوز،) کو ایک دوسرے سے شئیر کرنے کا موقع فراہم کرتا ہے۔ سوشل میڈیا کی بدولت انفارمیشن ٹیکنالوجی کی دنیا میں انقلاب آیا اور دنیا ایک عالمی قصبے میں تبدیل ہو چکی ہے۔

موجودہ دور کو "معلومات کا دور" کہا جاتا ہے۔ ذرائع ابلاغ کے ذریعے معلومات کی ترسیل ہمارا روزمرہ بن چکا ہے۔ اس بات کا اہمیت اس سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ اگر ایک دن کے لئے انٹرنیٹ کی بندش ہو جائے تو ملکی ترقی میں ایک خلا سا پیدا ہو جاتا ہے۔

سوشل میڈیا کی ویب گاہوں میں فیس بک، اسکائپ، مائی اسپیس، سوشل بک مارکنگ، لنکڈ-ان وغیرہ شامل ہیں۔ سوشل میڈیا مواصلات کے پہلووں اور کاروبار پر بہت زیادہ اثر انداز ہوا ہے۔

صحت کی دیکھ بھال، تعلیمی شعور، ملکی قوانین کے بارے میں معلومات سے متعلق سوشل میڈیا، ٹی وی چینلز اور تحریری مواد کے ذریعے گاہے بگاہے عوام کو معلومات فراہم کی جاتی ہے۔ ان معلومات کو موءثر بنانے کے لئے اشتہارات چلائے جاتے ہیں، اشتہارات کی ایک اہمیت ہے، ملکی ترقی میں اس کا اپنا رول ہے، اشتہارات منفی، مثبت ہو سکتے ہیں، ملکی اقتصادی حالت پر بھی اثر انداز ہو سکتے ہیں اور ثقافتی میدان میں بھی ملک اثر انداز ہو سکتے ہیں، ان لائن تجارت اشتہارات ہی کی بنیاد پر کیے جاتے ہیں۔ پہلے لوگ سڑکوں پر بڑے بڑے سائن بورڈز پر اپنی پروڈاکٹ کو متعارف کراتے تھے، اب لوگ سوشل میڈیا پر اشتہارات چلا کر بہت سے لوگوں تک اپنا پیغام اور کاروبار کی شناخت پہنچا سکتے ہیں۔ اور بہت سے لوگ ان اشتہارات سے مستفید ہوتے ہوئے، عملی اقدام کرتے ہیں۔

سوشل میڈیا کی تعریف:

سوشل میڈیا دراصل انٹرنیٹ پر ذرائع ابلاغ کی ایک قسم ہے۔ مختلف ذرائع جو پیغام رسانی کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں انھیں ذرائع میں سے ایک سوشل میڈیا ہے۔ انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا کے مطابق:

"social media, a form of mass communication on the Internet (such as on websites for social networking and microblogging) through which users share information, ideas, personal messages, and other content (such as videos). social net Working and social media are overlapping concepts, but social networking is generally understood as users building communities among themselves while social media is more about using social networking sites and related platforms to build audiences"[2]-

[1] Ūsūl-e-Saḥāfat, S.M Shahid, (Islamabad: Alāma Iqbal Open University, 2011 AD), 11

[2] https://www.britannica.com/topic/social-media .5.11.2023

یعنی سوشل میڈیا اصلا انٹرنیٹ ہی کی توسیع ہے اور سوشل میڈیا افکار و نظریات کی تشکیل میں بنیادی کردار ادا کر رہا ہے۔ اب تحریر میں موجود دیگر نمایاں الفاظ مثل ثقافت وغیرہ کی وضاحت کی جاتی ہے۔

ثقافت:

یہ لفظ کئی معانی میں مستعمل ہے۔ سید محمد واضح رشید حسن ندوی کے مطابق:

"ثقافت کے لغوی معنٰی ہیں عقل و سمجھ، فہم و فراست، ذہانت و فطانت، ضبط و کنٹرول، توازن و اعتدال ثقف الرجل ثقفا و ثقفا کے معانی ہیں ماہر و باکمال ہونا، عقل مند و ہوش مند ہونا، ذہین و فطین ہونا، ثقافت اس آلہ کو کہتے ہیں جس کی مدد سے نیزہ کو استوار کیا جائے"[3]۔

امام راغب اصفہانی اپنے رسالے "الثقافة" میں لکھتے ہیں:

الثقافة: هل هی الا اصلاح النفس الصحیح الكامل بحیث یكون صاحبها مرآة الكمال والفضائل ----اصلاح االفاسد وتقویم المعوج--"[4]

" ثقافت اس کے علاوہ کچھ بھی نہیں کہ وہ نفس کی صحیح اور کامل اصلاح ہے اس طرح کی مثقف آدمی کی ذات کمال و فضائل کا آئینہ ہو ---فاسد کی اصلاح اور ٹیڑھے کو سیدھا کرنا ثقافت ہے۔"

ثقافت کے لیے انگریزی میں کلچر (culture) کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ اس یونانی الاصل لفظ " CULTUS" کو مغربی دنیا میں فرانسس بیکن نے متعارف کروایا۔ کلچر میں بھی تراش خراش کر درست کرنے کا مفہوم موجود ہے۔ کلچر اصل میں انگریزی زبان سے ماخوذ اسم ہے۔ کسی گروہ کے عادات و اخلاق، عقائد، علوم و فنون اور اس کے رہن سہن کے طور طریق اور رسم و رواج، ثقافت، تہذیب اور تمدن بھی کہتے ہیں۔ انسان کی اجتماعی زندگی میں ایک خاص طرح کا نظم و ضبط بھی مراد ہے۔ آکسفورڈ ڈکشنری میں کلچر کے یہ معنٰی بیان کیے گیے ہیں:

“intellectual development the cultivation or development (of the mind , menners etc) improvement by education and trainin g”[5].

ثقافت کے لیے تہذیب کا لفظ بھی استعمال کیا جاتا ہے کیونکہ تہذیب کے لغوی معنٰی بھی شاخ تراشی کرنا، پاکیزہ کرنا اور درست کرنا بیان کیے جاتے ہیں۔[6]

ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے مطابق:

"ثقافت معاشرے کا ایک ایسا پہلو ہے جس کا تعلق ان انسانی سرگرمیوں کے ساتھ ہے جو انسانی معاشرے میں انجام پاتی ہیں۔ اس طرح ثقافت میں علوم و فنون اور عقائد سب شامل ہو جاتے ہیں اور اس میں

[3] Sayyīd Muhamad Wāzīh Rashīd Nadwi, Mukhtasar Saqāfat-e-Islamī, (Ali Garh: Alāma Abul Hasan Ali Nadwi Educational and Welfare Foundation, 2012 AD), 28.

[4] Rāghīb Al-Tabakh, Al-Thaqāfa(Beirut:Al-Makta al-Hīlya, 1911 AD), 24.

[5] THE OXFORDS ENGLISH DICTIONARY POL.1:21

[6] Misbāh al-Lughāt, 112.

معاشرے کے مختلف افراد کے وہ اسباب زندگی بھی شامل ہیں جن کے تحت وہ زندگی گزار رہے ہوتے ہیں۔
یعنی ثقافت معاشرے کے اعتقادی، فکری اور معاشرتی پہلوؤں سے عبارت ہے "[7]۔

ثقافت یا کلچر کا تعلق انسان کی تمام امور کے ساتھ سے جو وہ اپنے عمل سے انجام پاتے ہیں، ثقافت کا مفہوم وسیع ہیں۔ اس کا تعلق انسان کے جملہ علوم وفنون پر بھی ہوتا ہے۔ اسلام میں علم نافع کا تصور ہے۔ جادو کی تعلیم اسلامی اور پاکستانی نہیں ہوسکتی کیونکہ آئین پاکستان بھی اس طرح کی اقدامات کی اجازت نہیں دیتا۔ اس طرح عقائد میں بھی ثقافت ہوتی ہے، مثلا آئین پاکستان اور قرآن کریم توحید ی ثقافت کا درس دیتے ہیں کہ پاکستان میں حاکمیت اعلیٰ اللہ کی ذات ہے اور اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے یکتا ہے، لیکن اس کے خلاف ہندوستان کی ثقافت بھگوان کی ہے اور سوشل میڈیا پر ہمیں بھی اس کو اپنانے کی ترغیب دیتے ہیں۔ مثلا جسم فروشی مغربی ثقافت ہوسکتا ہے۔ اسلامی اور پاکستانی ثقافت نہیں ہوسکتا۔ اس طرح ہم جنس پرستی، بوائے فرینڈ اور گرل فرینڈ کا تصور مغربی ہوسکتا ہے پاکستانی نہیں۔ لیکن اب پاکستان پر بھی سوشل میڈیا کے ذریعے پاکستانیوں کی ذہن سازی کی جاتی ہے، کہ یہ اتنے بڑے جرائم نہیں یہ آپ کی خود ساختہ اور بنیاد پرستی پر مبنی ثقافت ہے۔ اور یہ ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے اس لیے پاکستانی ترقی نہیں کرتے کہ وہ مغربی ثقافت کو اپناتے نہیں۔

معنوی اعتبار سے ثقافت اور تہذیب کو عموما مترادف کہا جاتا ہے۔ اگرچہ کچھ مفکرین نے ان دونوں الفاظ میں معمولی فرق کی نشان دہی بھی کی ہے۔ مولانا مودودی نے ان دونوں الفاظ کو ہم معنی قرار دیا ہے۔ اپنی کتاب "اسلامی تہذیب اور اس کے اصول ومبادی" کے دیباچے میں تہذیب کا مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"لوگ سمجھتے ہیں کہ کسی قوم کی تہذیب نام ہے اس کی علوم وآداب، فنون لطیفہ، صنائع وبدائع، اطوار، معاشرت، انداز تمدن اور طرز سیاست کا، مگر حقیقت میں یہ نفس تہذیب نہیں ہیں، شجر تہذیب کے برگ وبار ہیں۔ کسی تہذیب کی قدر وقیمت ان ظاہری صورتوں اور نمائشی ملبوسات کی بناء پر متعین نہیں کی جاسکتی۔ ان سب کو چھوڑ کر ہمیں اس کی روح تک پہنچنا چاہیے"[8]۔

اسلامی تہذیب توحید کا ہے جبکہ مغربی تہذیب کی روح شرک، لادینیت، الحاد وغیرہ پر۔ اس طرح اسلامی تیذیب حیا کا درس دیتا ہے جبکہ یہود وہنود کی تہذیب بے حیائی کا درس دیتا ہے۔ اسلامی اور پاکستانی ثقافت نکاح کا تصور دیتا ہے جبکہ مغربی ثقافت گرل فرینڈ اور بوائے فرینڈ کی دعوت دیتا ہے۔ پاکستانی تہذیب والدین کی قدر کرنے کا درس دیتا ہے جبکہ مغربی تہذیب والدین کو اولڈ ہاوس میں داخل کرانے کا۔ یعنی تہذیب اصلا اس روح کو کہا جاتا ہے جس کے نور سے مستنیر ہو کر تمام علوم وفنون اور ثقافتی مظاہر جنم لیتے ہیں۔

ثقافتی یلغار کے مقاصد:

ڈاکٹر وسیم اکبر شیخ ثقافتی یلغار کے مندرجہ ذیل مقاصد لکھتے ہیں:

1۔ آرٹ اور تفریح کے نام پر عریانی کا فروغ

2۔ انگریزی زبان کی عالمی ترویج واشاعت

3۔ مادہ پرستی، فیشن، موسیقی اور لہو لعب

4۔ ملٹی نیشنل کمپنیز کی اشیاء کا تعارف اور فروخت

---

[7] Dr. Muhamad Tahir-ul-Qādri, Sirat al-Rāsūl kī Tehzebi aur Saqāfatī Ahmiyat, (Lahore: Minhaj al Quran Publications) 11.

[8] Maudūdi, Abu Al 'la, Islāmi Tehzīb Aur ūske ūsōl-o-Mubādī (Lahore: Islamic Publications, 1998 AD), 8.

5۔ سیکولرازم، یعنی دین و دنیا کی علیحدگی کے نظریہ کا فروغ
6۔ مسلمانوں کو جاہل، تنگ نظر، انتہاپسند اور دہشت گرد ثابت کرنا"۔ [9]

مغربی ثقافت تفریح کے نام پر فحاشی اور عریانی کا سبق سکھاتی ہے اور سوشل میڈیا کے واسطے اس کی خوب تشہیر کرتے ہیں۔ ہر کاروبار کے اشتہارات میں آپ کو نیم برہنہ عورتوں کی تصاویر نظر آئے گی۔ اس طرح سیکس کی ویڈیوز وہ ایک انڈسٹری اور منصوبے کے طور پر سوشل میڈیا پر نشر کرتے ہیں۔ اور یہ مغربی دنیا کی سب سے منافع بخش کاروبار ہے۔ لیکن آئین پاکستان اور اسلام ان چیزوں کو دیکھنے اور نشر کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ انگریزی زبان کو سوشل میڈیا واسطے ترویج دی جارہی ہے اور انگریزی کو اعلیٰ کلچر کے طور پر پیش کیا جارہا ہے۔ پاکستان کا قومی زبان اردو ہے اس کے خلاف سوشل میڈیا قومیت کے نام پر علاقائی زبانوں کو اجاگر کیا جارہا ہے۔ اردو کے خلاف منصوبے بنائے جارہے ہیں، لکھنے کا انداز بدل دیا جارہا ہے۔ سوشل میڈیا پر برینڈڈ اشیاء کے نام ملٹی نیشنل اشیاء کو ترویج دیا جارہا ہے اور ترقی کا راز بتایا جارہا ہے اس کے برخلاف علاقائی پروڈکٹس کی حوصلہ شکنی کی جارہی ہے۔ اور آزاد کاروبار کا نعرہ بلند کیا جارہا ہے۔ سوشل میڈیا پر الحادی نظریات، سیکولرازم وغیرہ کا درس دیا جارہا ہے، جو کہ پاکستانی کلچر کے خلاف ہیں۔ اس طرح مسلمانوں ترقی کی راہ میں رکارٹ تصور کرتے ہیں۔ مسلمانوں کو جاہل، بنیاد پرست، اور دہشت گرد وغیرہ کے القابات دیے جارہے ہیں۔
اب ان لغوی تدقیقات کے بعد براہ راست موضوع کو زیر بحث لایا جاتا ہے۔

ثقافتی مبارزہ:

سترھویں صدی میں شروع ہونے والے "عہد دریافت" کے بعد سے اہل یورپ نے کے لوگوں نے نسل در نسل دوسری قوموں کو غلام بنانے کا عمل فوج کشی کے ذریعے شروع کیا۔ فرانس، اٹلی ، جرمنی اور برطانیہ نے دنیا کے ہر حصے میں لوگوں اور ملکو ں کو غلام بنایا اور ان غلام ملکو ں کو "کالونی "بنایا۔" یہ کام تین صدیوں تک جاری رہا۔ لیکن جدید دور میں، "مہذب" یورپ نے طریقہ واردات بدلا۔ دوسرے قومو ں کو غلام بنانے کے لیے فوج کا استعمال ترک کردیا، اور سیٹلائٹ مواصلات کا استعمال شروع کیا۔ پہلے فوجیں یلغار کرتی تھیں اور جسموں پر حکومت کرتی تھیں۔ اب میڈیا یلغار کرتا ہے اور ذہنوں کو مسحور کرتا ہے۔

عیسائی معاشرے نے طویل عرصے سے مذہب کو ثانوی حیثیت دی ہے، اور مادیت پرستی نے تمام مغربی معاشرے کو مضبوط پنجوں سے جکڑ رکھا ہے۔ لیکن اس وقت ہمارے لیے مسئلہ اسلام، اسلامی تہذیب و ثقافت کا ہے جو اپنے شاندار ماضی کی طرح آج بھی سب سے نمایاں ہے۔ لیکن بیسویں صدی کے انتہاپسندانہ جذبے اور بیسویں صدی کے آغاز میں سوشل میڈیا نے حالات اور ماحول کو بدل کر رکھ دیا۔ اب مغربی مادیت پسندانہ نظریات اور ثقافتی یلغار کا رخ اسلام اور پاکستان کی طرف ہے۔ جس کے اثرات بالواسطہ اور بالواسطہ پاکستان پر پڑ رہے ہیں۔ جدید ٹیکنالوجی، تعلیم، فیشن، موسیقی، رسم و رواج، لباس، زبان اور بول چال کے حوالے سے وسیع پیمانے پر تغیرات شروع ہو چکی ہیں۔ ہم خیال لوگوں کی ایک بڑی ٹیم مختلف علوم، نظریات اور مکاتب کی شکل میں تیار کی جارہی ہے۔ جس کے لیے قومی سطح پر کام کرنے اور عوام کو شعور دینے کی ضرورت ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ آج جہاں اسلحے اور گولہ بارود کے ذریعے ملک کی بنیادیں ہلائی جارہی ہیں، قومی سلامتی اور خود مختاری ایک مذاق بن کر رہ گئی ہے، وہیں ہمیں اس سے بھی زیادہ خطرناک "ثقافتی دہشت گردی" کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ غیر ملکی طاقتیں ہمارے

[9] Waīm Akram Shiekh, Zrāe iblāgh, (Lahore: Naumāni Kutub Khāna, 1999 AD), 184

ملک میں دین بیزار اور سیکولر قوتوں کی مدد سے پاک سرزمین کی نظریاتی سرحدوں کو پامال کرنے میں مصروف ہیں۔ معاشرے کو بدلنے کی کوشش میں مذہبی اور مذہبی روایات کی دھجیاں اڑائی جارہی ہیں۔

سموئیل پی ہنٹنگٹن کا خیال ہے کہ مستقبل میں ماضی کی روش کے برخلاف مختلف اقوام اپنے مفادات کے تحفظ کے لیے آپس میں لڑنے کی بجائے تہذیبی سطح پر تعلقات استوار کریں گی۔ اب تعامل اقوام کے مابین نہیں تہذیبوں کے مابین ہو گا۔[10] اب اگر تجزیہ کیا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ مغربی اہل علم پہلے اس نتیجے پر پہنچے کہ انسانوں کے درمیان نزاع ختم کرنے کی صورت یہی ہے کہ اقوام متحدہ بنائی جائے لیکن اب وہ کہنے لگے ہیں کہ ایسی تنظیم بنائی جائے جس میں مختلف اقوام کی بجائے مختلف تہذیبیں ہوں۔ کیونکہ انسان اپنی تہذیب، ثقافت اور زبان کے ساتھ سب سے زیادہ مانوس ہوتا ہے۔ انسانوں کو محض اسی صورت میں متحد کیا جاسکتا ہے کہ افریقی افریقی ہوں، ایشین ایشین، یورپی یورپی ہوں اور امریکی امریکی ہوں۔ اس نے مسلمانوں کو ایک الگ تہذیب شمار کر کے پہلی مرتبہ ایک مفکر کی حیثیت سے تسلیم کیا ہے کہ اسلام ایک مذہب کا نام نہیں بلکہ یہ ایک تہذیب ہے۔ ہنٹنگٹن لکھتا ہے:

"موجودہ تصادم عارضی نوعیت کے مسائل سے نہیں ابھرا۔ تنازعہ نہ صرف دونوں مذاہب کے اختلافی عقائد سے ابھرتا ہے بلکہ مشترک عقائد بھی اس کی وجہ ہیں مثلاً دونوں مذاہب وحدت پرست ہیں، آفاقیت ہیں اور دونوں تبلیغی مذاہب ہیں۔ جہاد اور کروسیڈ کا تصور بھی مشترک ہے۔ اسلام اور عیسائیت بشمول یہودیت تاریخ کے دائروی تصور کے حامل ہیں۔ اسلام اور عیسائیت کے تصادموں کا دارومدار آبادی میں کمی بیشی، اقتصادی ترقی، ٹیکنالوجیکل انقلابات اور مذہبی کمٹمنٹ میں شدت پر رہا ہے"[11]۔

یعنی موجودہ دنیا کے مسائل تہذیبی تناظر میں ابھرے ہیں۔ آگے لکھتا ہے:

"اسلام اور مغرب میں نئے تصادم کی بنیاد طاقت اور ثقافت کے مسائل پر ہے۔ جب اسلام، اسلام رہے گا اور مغرب، مغرب رہے گا۔۔ ان دونوں عظیم تہذیبوں کے درمیان تنازعہ موجود رہے گا۔ اسلام اور مغرب کے درمیان تصادم علاقے کی وجہ سے نہیں بلکہ بین التہذیبی مسائل کے سبب رونما ہورہے ہیں"[12]۔

اب سوشل میڈیا کے ہمارے معاشرے پر اثرات کو دائرہ بحث لایا جاتا ہے۔

سوشل میڈیا کے پاکستانی ثقافت پر اثرات:

کسی ملک میں لوگوں کا رہن سہن، رسم ورواج اور زندگی گزارنے کے طریقے، اس ملک کی ثقافت و تہذیب کہلاتے ہیں۔ ثقافت کا لفظ اپنے اندر بے شمار پہلو رکھتا ہے۔ ثقافت میں لوگوں کی عادتیں، ان کے خیالات، نظریات، زبان، ادب، آرٹ، خوراک، رسوم اور علاقائی اقدار شامل ہوتی ہیں۔ قوموں کی پہچان ان کی ثقافت سے ہوتی ہے، اور اس طرح پاکستان کی اپنی الگ اور خوبصورت ثقافت ہیں۔۔" آئین پاکستان کے مطابق پاکستان کا دفتری نام "اسلامی جمہوریہ پاکستان" سے پکارا جائے گا۔"[13]۔"اسلام پاکستان کا

[10] Samuel P. Humtington, Clash of Civilization, tranl.Abdul Majeed Tahir, (Lahore: Nigārshāt, 2004 AD), 143

[11] Samuel P. Humtington, Clash of Civilization, tranl.Abdul Majeed Tahir, 143.

[12] Samuel P. Humtington, Clash of Civilization, tranl.Abdul Majeed Tahir, 143.

[13] Ain-e-Pakistan 1973 AD, Dr. Safdar Mahmūd, (Lahore: Jahāgīr Books, 1987 AD), 45.

سرکاری مذہب ہوگا[14]"۔ "پاکستانی دستور آزادی تقریر اور تحریر کی ضمانت دیتا ہے[15]"۔ "پاکستان کی قومی زبان اردو ہوگی لیکن اگر کسی طبقے کی اپنی مخصوص زبان و ثقافت ہو تو انہیں اس کی ترویج کا پورا حق حاصل ہے۔[16]۔ "مسلمانان پاکستان کی زندگیوں کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کے لیے اقدامات کیے جائیں گے اور مواقع بہم پہنچائے گے کہ وہ قرآن و سنت کی روشنی میں زندگی کا مفہوم سمجھ سکیں[17]۔ "پاکستانی کلچر ایک ایسا مرکب ہے کہ جس میں قدیم ترین انسانی تہذیب کے عناصر بھی موجود ہیں۔ اسلام کے روحانی اقدار کی بھی پاکستانی ثقافت پر گہری چھاپ موجود ہے۔ ظاہری طور پر مغربی تہذیب کے رنگ و روغن بھی دکھائی دیتے ہیں۔ پاکستانی ثقافت کے تین اجزائے ترکیبی بہت واضح ہیں۔ اول مقامی قدیم ہندی ثقافت، دوم اسلامی آداب معاشرت، سوم مغربی تہذیب کے اثرات جو اس سر زمین پر انگریزوں کی حکومت اور سوشل میڈیا کے اثرات سے پیدا ہوئے"[18]۔

"دنیا میں کوئی ثقافت جامد اور ساکت نہیں رہتی، بلکہ اس میں مسلسل تبدیلیاں واقع ہوتی رہتی ہیں۔ بعض تبدیلیاں بڑی تیز رفتاری سے ہوتی ہیں جو جلد شناخت کر لی جاتی ہے جبکہ بعض بتدریج ظہور میں آتی ہے یں اور ایک عرصہ گزرنے کے بعد محسوس کی جاتی ہیں۔ اس عمل کو ثقافتی تغیر پذیری کہا جاتا ہے[19]"۔

مطلب اگر دنیا کی ثقافتوں کا مطالعہ کیا جائے تو کوئی کلچر اپنی جگہ قائم نہیں رہتی بلکہ اس میں تبدیلی واقع ہوتی رہتی ہے، ان میں بعض تبدیلیوں میں سال لگتے ہیں لیکن بعض میں عشریں لگتی ہیں۔ سوشل میڈیا کے واسطے جو ثقافتی یلغار پاکستان پر مسلط کیا گیا ہے اس کی اثر پذیری مہینوں اور سالوں میں واقع ہوتی ہے۔ بہت سے ایسی باتیں مشاہدہ میں آئی ہے کہ اباء واجداد کا طرز عمل ایک طرح کا تھا لیکن اولاد و احفاد کا طرز عمل اس کے خلاف۔ سوشل میڈیا سے پاکستانی ثقافت (منفی، مثبت) واضح طور متاثر ہو رہا ہے۔

پاکستانی ثقافت تو اسلامی ہے اور اسلام حیا کا درس دیتا ہے لیکن یہاں سوشل میڈیا ایسی ایسی مناظر دکھائے جاتے ہیں جو پاکستانی ثقافت اور آئین پاکستان دونوں کے خلاف ہیں۔ بر سر عام جنسی ثقافت کو فروغ دیا جا رہا ہے۔ پاکستانی سوشل میڈیا پر ہم جنس پرستوں کے ایپس اور اشتہارات چلائے جاتے ہیں۔ نظریہ پاکستان کے خلاف کمپین چلائی جاتی ہے، پاکستانی نوجوان لڑکے اور لڑکیاں فیصل مسجد وغیرہ کا تقدس پامال کر کے ٹیک ٹاک کے لیے ویڈیوز بنواتے ہیں اور اپنی حیاء والا کلچر کی پامالی میں پیش پیش ہوتے ہیں، اس طرح پاکستان کی قومی زبان اردو ہیں اور اس کے خلاف بھی سوشل میڈیا پر سازشیں ہو رہی ہے۔

بے شمار یوٹیوب چینلز کے سیلاب اور سیٹلائٹ کے شتر بے مہار کی بدولت صدیوں کا سفر لمحوں میں طے ہونے لگا ہے۔ اس حوالے سے حیرت انگیز پہلو یہ ہے کہ ایک ملک کی متعین رسوم و رواج، عادات واطوار اور ذو قو مزاج جو عام حالات میں کسی نئی سوچ فکر اور خارجی تہذیبی و ثقافتی یلغار کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہوتے ہیں۔ اسے سوشل میڈیا کی ذریعے سے بہ آسانی قابو کر لیا گیا ہے۔ پاکستان میں یوٹیوب اور فیس بک پر بھارت کے درجنوں چینلوں کی یلغار ہے جو کہ ہر ڈرامے اور فلم میں بت پرستی، شرک اور ہندو

[14] Ain-e-Pakistan 1973 AD, 43.
[15] Ain-e-Pakistan 1973 AD, 46.
[16] Ain-e-Pakistan 1973 AD, 52.
[17] Ain-e-Pakistan 1973 AD, 54.
[18] Tadrīs Mutāla Pakistan, Ghulām Abid Khan, (Lahore: Alāma Iqbal Open University, 2010 AD), 193.
[19] Tadrīs Mutāla Pakistan, Ghulām Abid Khan, 191

ثقافت کے فروغ کے لیے کوشاں ہیں۔ فلم ابلاغ کا اہم اور موثر ذریعہ ہے بیسویں صدی کی اس حیرت انگیز ایجاد نے سیاسی، تعلیمی اور معاشی ترقی میں اہم کردار ادا کیا ہے اور آج بھی اس کی اہمیت مسلمہ ہے۔

"فلم کے ذریعہ ہم عام انسان کو وہ پیغام بھی دے سکتے ہیں جو وہ کسی اور ذریعے سے آسانی سے قبول کرنے کو تیار نہیں ہوتا۔ چنانچہ فلمیں مختلف نظریات کے پروپیگنڈوں کے لیے ن مقبول ذریعے کے طور پر استعمال ہوتی ہیں۔ کسی بھی ملک کی عوام کا رہن سہن ان کی ثقافت اور ان کے نظریات کی صحیح جانچ ملک میں بننے والی فلموں سے بخوبی کی جاسکتی ہے"[20]۔

پاکستان میں سوشل میڈیا کے ایسے پیجز اور واٹس ایپ گروپس موجود ہیں کہ جس میں صرف فلموں کو شئیر کیا جارہا ہے۔ ماہرین کے مطابق فلم کی اپنی ایک اثر ہوتی ہے کو کہ جلد قبول کر لیا جاتا ہے۔ اور نوجوان طبقہ جلد متاثر ہوتا ہے۔ فلمی ہیروز کے مطابق اپنے آپ کو بناتے ہیں۔ اس کی موجودہ مثال ترکی ڈرامہ ارتغرل اور عثمان وغیرہ کی ہے جو کہ سوشل میڈیا کے ذریعے بھی نشر کیا جارہا ہے۔ آپ پاکستان کے گلی کوچوں میں میں ارتغرل کی نقالی کرنے والے نظر آئینگے۔ پاکستان بھی اپنے خوب صورت مشاہیر رکھتے ہیں اور اپنی ایک تاریخ بھی۔ اگر پاکستان بھی ترکی جیسا قدم علماء کرام اور اسکالرز کے زیر نگرانی اٹھالے تو بہترین نتائج کی توقع کیا جاتا ہے۔

یعنی فلم سازی اصلا تشکیل خیالات کا بہت بڑا ذریعہ ہے جو اسلام کے خلاف کام میں لایا جارہا ہے۔ ڈاکٹر محمد افتخار کھوکھر لکھتے ہیں:

"ٹیلی وژن نے جہاں لوگوں کی عمومی معلومات میں غیر معمولی اضافہ کیا ہے وہاں ان کی زندگیوں میں بھی مغربی تہذیب و تمدن کو بھی بہت زیادہ فروغ اور رواج دیا ہے جس کے نتیجے میں غیر ترقی یافتہ ممالک کی معاشرتی زندگی میں شدید تضادات نے جنم لیا ہے اور ان تضادات نے عام لوگوں کی زندگیوں میں نفسیاتی الجھنوں اور پریشانیوں میں خطرناک حد تک اضافہ کر دیا ہے"[21]۔

سوشل میڈیا کی تعلیم کے میدان میں ایک اہمیت ہے اور معاشرے کو تعلیم یافتہ بنانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ ان لائن تجارت کو متعارف کیا ہے اور بہت سے پاکستانیوں کا رزق اس سے وابسطہ ہے، اور ملکی ترقی میں اہم رول ادا کرتے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ مغربی ثقافت کو بھی پاکستان لایا ہے۔ ترقی پذیر ملک کے نوجوان جب ترقی یافتہ ملک کا نوجوان دیکھتا ہے اور خود کو اس جیسا بنانے کی کوشش کرتا ہے لیکن مالی حالت اجازت نہیں دیتا تو وہ احساس کمتری کا شکار ہو جاتا ہے اور ٹینشن کل مریض بن جاتا ہے۔ یا وہ اپنے شوق پورا کرنے کے لیے جرائم کرتا ہے۔ اور مجرم بن جاتا ہے۔ سوشل میڈیا کے اہمیت کے پیش نظر دنیا بھر کے اہم الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کی کمپنیوں نے سوشل میڈیا پر اپنے اپنے پیجز اور اکاونٹس بنائے ہیں۔ یہاں BBC , CNN، وال اسٹریٹ جنرل، واشنگٹن پوسٹ سے لے کر پاکستانی چینلز، جیو نیوز، اے ار وائی وغیرہ کے اکاونٹ موجود ہے۔ اور اپنا اپنا ایجنڈہ پیش کر رہے ہیں۔ پروفیسر عبدالجبار شاکر لکھتے ہیں:

[20] Īblagh-e-'am, Mehdi Hasan, (Lahore: Maktaba Karwān, 1968 AD), 101.

[21] Islam kā Qānon-e-Saḥāfat, Dr. Liaqat Ali Niāzi, (Lahore:Book Talk Shop,1995 AD), 180.

"اس ثقافتی یلغار کے اثرات عقائد تہذیب و تمدن پر مرتب ہو رہے ہیں ہماری نئی نسلیں خصوصیت سے اپنے دینی ورثے اور ثقافتی سرمائے سے محروم ہو رہی ہیں۔ یہ ثقافتی مفلسی اپنے دامن میں بہت سی بربادیوں کا پیغام رکھتی ہے"[22]۔

سماجی میڈیا کی یلغار کو روکنا اور ملک میں امن و سکون کی ضمانت کوئی ایک ادارہ یا شخص نہیں کر سکتا۔اس میں حکومت، والدین، ادارے مسجد، مدرسہ، غرض سب کو مل کر ذمہ داری کے اس فرض کو نبھانا ہو گا اور اپنی نسلوں کی بقا اور حفاظت کے لیے مل کر کام کرنا ہو گا کیونکہ یہی وقت اصلاح کا ہے

سوشل میڈیا پر اسلامی کلچر کی تضحیک:

ماضی کی تلخ یاد کے طور پر اسلامی ثقافت اور تشخص کو فراموش کرنا اور گلوبل ویلج کے نام سے دنیا کو ایک تہذیب میں رنگنا ،یہودی میڈیا اور سوشل میڈیا کا نصب العین و مقصد ہے۔ جہاں میڈیا کے ذریعے مغربی تہذیب کو نافذ کرنے کی کوشش کی گئی ہے وہیں فلموں، ناولوں اور کہانیوں میں اسلام اور ثقافت کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔ ثقافت اور فکر دو بنیادیں ہیں جو کسی معاشرے کے شعور اور روح کی نمائندگی کرتی ہیں، جو ملک ان دونوں پر غلبہ حاصل کرے گا وہ شعور پر حاوی ہو گا۔ آج کا میڈیا سرگرم عمل ہے اور آہستہ آہستہ ہماری سماجی، معاشرتی اور مذہبی اقدار کو ختم کر رہا ہے۔ آج کا میڈیا یہودی لابی کا آلہ کار بن چکا ہے، ہر شخص غیر شعوری اور شعوری طور پر یہودیوں کی گرفت میں ہے۔ اسلامی معاشرے میں مغربی روشن خیالی کی آڑ میں الحاد کو منظم طریقے سے پھیلایا جا رہا ہے۔

صیہونی میڈیا و سوشل میڈیا نے اسلامی معاشرتی اقدار کے خاتمہ کے لیے الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے ساتھ ساتھ سوشل میڈیا کا بھرپور استعمال کیا ہے۔ گمراہ کن صحافی تجزیے، فحاشی متعارف کرانے والے ناول اور افسانے، سوشل میڈیا پیجز، ڈاکٹروں کے حوالے سے ننگے جنسی اشتہارات، جادو ٹونے والے عاملوں کے دعووں کی بھرمار لیے بڑے بڑے اشتہارات کے ساتھ ساتھ، گوگل پلے سٹور میں جنسی اور ہم جنسی پھیلانے والے ایپس، بڑی بڑی سرخیوں کے ساتھ شرمناک جرائم کی خبریں دن بدن بڑھتا چلا جا رہا ہے۔

پروفیسر مسکین علی حجازی لکھتے ہیں:

"اس وقت اسلامی ممالک ہی نہیں پوری تیسری دنیا عالمی ابلاغ کی زد میں ہے، مشرقی اقوام کی اپنی مخصوص اقدار ثقافتوں اور تہذیبوں کی مثال اب ان چراغوں کی سی ہے جو آندھیوں کی زد میں ہیں، مغرب کی فلموں، ڈراموں، موسیقی کے پروگراموں، زبان، اخبارات و جرائد کتب اور بہت سی دوسری صورتوں میں مغربی تہذیب کے اثرات گویا یلغار کی صورت اختیار کر چکے ہیں، ذرائع ابلاغ کہ یہ روش معاشرے کے لیے گوناگوں اخلاقی معاشرتی، نفسیاتی اور عائلی مسائل پیدا کر رہی ہے، فکری سطح پر انتشار و افتراق اور جذبات کی سطح پر ہیجان بڑھ رہا ہے، اعلیٰ اقدار ملیامٹ ہو رہیم ہیں، تحمل عفو درگزر اور اخوت و محبت معاشرے میں عنقا ہو رہے ہیں۔ نفسا نفسی بڑھ چکی ہے اور مختلف بھیانک نتائج پیدا کر رہی ہے "[23]۔

یعنی سوشل میڈیا کا نشانہ صرف اسلامی ممالک نہیں بلکہ پوری تیسری دنیا کے ممالک ہیں۔ جس پر سوشل میڈیا کے ذریعے اور فلموں کے ذریعے مغربی ثقافت کو ٹھونسا دیا جا رہا ہے۔ جس سے اسلامی ممالک کی ثقافت عموما اور پاکستانی ثقافت خصوصا (کیونکہ ایٹمی ملک) متاثر

[22] Islam kā Qānon-e-Saḥāfat, Dr. Liaqat Ali Niāzi,24.

[23] Islam kā Qānon-e-Saḥāfat, Dr. Liaqat Ali Niazi, (Lahore:Book Talk Shop,1995 AD), 204.

کرنے کی کامیاب کوشش کی جارہی ہے۔ اگر ابھی سے پاکستانیوں نے اجتماعی دانش سے کام نہ لیا تو ہاتھ ملنے کے سوا کچھ بھی نہیں ملے گا ۔سوشل میڈیا مسلمانوں کو اجتماعی سطح پر نقصان دے رہے ہیں۔ڈاکٹر محمد افتخار کھوکھر لکھتے ہیں:

ٹیلی وژن نے جہاں لوگوں کی عمومی معلومات میں غیر معمولی اضافہ کیا ہے وہاں ان کی زندگیوں میں بھی مغربی تہذیب و تمدن کو بھی بہت زیادہ فروغ اور رواج دیا ہے جس کے نتیجے میں گیر ترقی یافتہ ممالک کی معاشرتی زندگی مین شدید تضادات نے جنم لیا ہے اور ان تضادات نے عام لوگوں کی زندگیون میں نفسیاتی الجھنوں اور پریشانیوں میں خطرناک حد تک اضافہ کر دیا ہے "[24]-

سوشل میڈیا، عورت مارچ اور LGBTQ:

8 مارچ خواتین کا عالمی دن گزشتہ چند سالوں سے ہمارے ہاں اس روز مختلف بڑے شہروں میں خواتین مارچ نکالتے ہیں۔ خواتین کے حقوق کے لیے کام کرنے والی تنظیمیں، سماجی کارکن، سول سوسائٹی گروپس، این جی اوز وغیرہ اس مارچ میں شریک ہوتے ہیں۔ طرح طرح کے نعرے، پوسٹر، بینرز وغیرہ بنائے اور لہرائے جاتے ہیں۔ میڈیا میں اس کی خوب تشہیر کی جاتی ہے۔ سوشل میڈیا گوگل پلے سٹور کی ہم جنس پرستی کے ایپس کی خوب تشہیر کرتے ہیں۔ عورت مارچ میں ہم جنس پرست بھی اپنے حقوق کے لیے نکلتے ہیں۔

عورت مارچ کے مطالبات:

1-اسکولوں، دفاتر، گھروں، سرکاری اداروں میں جنسی ہراسانی کا خاتمہ۔2-معزورافراد کے حقوق کی یقینی حفاظت۔3-تولیدی صحت کو یقینی بنایا جائے۔4-خواتین، خواجہ سراؤں اور صنف غیر ثنائی افراد کی سیاست میں شمولیت۔5-ماحولیاتی صفائی اقلیتوں کے حقوق اور جبری تبدیلی مذہب کا خاتمہ۔6-شہریت کا حق۔7-استحصال اور تفریق سے پاک معاشی انصاف کا نظام۔8-میڈیا میں منصفانہ اور اخلاقی نمائندگی۔

یہ مندرجہ بالا مطالبات تو آئینی اور اسلامی ہیں، لیکن یہ بات مشاہدے اور سوشل میڈیا پر نوٹ کی گئی کہ بعض نعرے اور پلے کارڈز اسلام کے متصادم ہیں۔ عورت مارچ میں ہم جنس پرستوں کی بھی شرکت ہوتی ہے جو کہ آئین پاکستان کے بھی خلاف ہیں اور اسلام کے بھی، اس طرح عورت مارچ میں مغربی این جی اوز بھی شرکت کرتے ہیں۔

"بی بی سی رپورٹ کے مطابق خواتین کے عالمی دن کے موقع پر پاکستان کے کئی شہروں میں ہونے والے عورت مارچ کے پلے کارڈز اور بینرز تو اگرچہ گذشتہ برسوں میں زیر بحث رہے ہیں لیکن اس برس قوس قزح کے رنگوں والے پرچم بھی دکھائی دیے۔ جو LGBTQ کمیونٹی کی نمائندگی کرتے ہیں "۔[25]

سوشل میڈیا پر پاکستانی نوجوانوں کو اپنی ثقافت سے باغی ہونے کی درس دی جارہی ہے۔ ہم جنس پرستی، ٹرانس جینڈر وغیرہ کی ترغیب دی جاتی ہے۔ بیرونی این جی اوز اس کی فنڈنگ کرتے ہیں، ٹرانس جینڈر اور ہم جنس پرستی پر پاکستانی ہی میں فلم بن جاتی ہے، پیمرا اور پی ٹی اے اس پر پابندی تو لگاتے ہے، لیکن سوشل میڈیا کے گروپس میں اس کو منصوبے کے پھیلائی جاتی ہے اور مغرب جوائے لینڈ کے کرداروں کو خوب انعامات سے نوازتے ہیں۔ منصوبے کے تحت سوشل میڈیا پر وقتاً فوقتاً LGPT کی ایپس نشر کی جاتی ہے۔

[24] Islam kā Qānon-e-Saḥāfat, Dr. Liaqat Ali Niazi, 205.

[25] https://www.bbc.com/urdu/pakistan-56331697 29-11-2023

جوائے لینڈ فلم کی بنیاد بھی ہمارے ملک میں اسی قبیح نظریہ کے فروغ اور اس کو معمول بنانے پر ہے اور مغرب کی طرف سے اس فلم کو بہت زیادہ پذیرائی دی گئی ہے جبکہ ان اقدار کے برعکس اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتے ہیں : "وَ لَیۡسَ الذَّکَرُ کَالۡاُنۡثٰی"[26]. اسلام میں بنیادی طور پر دو ہی جنس ہیں۔ دونوں جنسوں کا تعین صرف حیاتیاتی خدوخال کو مدنظر رکھ کر ہی کیا جاتا ہے۔ جنس کا تعین کسی فرد کے ذاتی فیصلہ کر دینے سے یا ذاتی میلان کی بنیاد پر نہیں کیا جاتا۔ مبہم جنس کا تعین ماہرین کے ذریعہ کیا جاتا ہے، تاکہ دونوں میں سے درست جنس کا تعین کیا جاسکے۔

مولانا مودودی رقم طراز ہیں:

"مغرب کی تہذیب کے علمبرداروں نے عورت جگاؤ تحریک شروع کر کے ہماری خانہ بربادی کے لیے سرگرمی سے شروع کر رکھا ہے۔ پہلے اس نے ارباب دولت و جاہ کے خاندانوں کو نشانہ بنایا ہے اور اب کی مدد سے درمیان اور غریب طبقے کی خواتین کو گھروں سے نکال کر تفریح و نشاط کی محفلوں کی رونق بنانے، مردوں کی ہوس انگیزی کے لیے ثقافتی اسٹیج پر رقص کرانے اور فیشن پرستی اور عریانی پسندی کی رو چلانے کی مہم جاری ہے۔ اس خرابی احوال کے لیے ترقی نسواں اور مساوات مرد وزن کے خوبصورت عنوانات تجویز کیے جاتے ہیں۔ مسلم معاشروں کی اخلاقی اور معاشرتی تباہی کے منصوبہ کی علمبرداری بھی یہودی فتنہ گر بڑے گہرے سازشی انداز میں کر رہے ہیں"[27]۔

بعض خواتین کو مغربی تہذیب نے اپنے عشق میں مسحور کیا ہے۔ نہ وہ اسلامی احکامات کو خاطر میں لاتے ہیں اور نہ آئین پاکستان پر عمل کرتے ہیں۔ وہ مغربی این جی اوز کے احکامات اور فنڈز پر چلتے ہیں۔ اسلام کا مذاق اڑاتے ہیں۔ ہم جنس پرستی کو پراموٹ کیا جارہا ہے۔ میرا جسم، میری مرضی کا متنازعہ نعرہ سوشل میڈیا پر نشر کیا جارہا ہے۔ اسلام نے خواتین کو بہترین حقوق کا پیکج دیا ہے۔ لیکن یہ مغرب پرست، مغربی ثقافت کو ویلکم کرتے ہیں۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ پاکستان کے کچھ علاقوں میں خواتین کو وہ حقوق نہیں ملتے جو انہیں اسلام نے دیے ہیں۔ اس کے لیے تمام اہل وطن کو سوشل میڈیا پر آواز بلند کرنی چاہیے، تاکہ ارباب اختیار اس کا پرامن حل تلاش کرے۔

سوشل میڈیا پر ثقافتی مبارزہ کا مقابلہ کیسے کیا جائے:

سوشل میڈیا کے زریعہ مغربی و بھارتی ثقافتی و تہذیبی، نفسیاتی یلغار پر ہر محب وطن شخص مضطرب ہیں۔ موجودہ چیلنج کا مقابلہ سوشل میڈیا پر ایسے مواد کی نشر کرنے پر پابندی لگائی جائے جو اسلامی اور پاکستانی ثقافت کے خلاف ہوں، اگر بھارت، چین، ایران، سعودی عرب کر سکتے ہیں، تو ہم کیوں سوشل میڈیا کے کمپنیوں کو پابند نہیں کر سکتے، کہ ایسے مواد کو فلٹر کی جائے جو نظریہ پاکستان کے متصادم ہو۔

ڈاکٹر لیاقت علی نیازی کے مطابق:

"جب تک بیرونی ابلاغ پر پابندی نہیں ہوگی، پاکستانی معاشرہ بیرونی ثقافتی یلغار سے محفوظ نہیں رہ سکے گا۔ بیرونی پروگراموں پر پابندی عائد کر دی جائے تاکہ برائی نہ پھیل سکے"[28]۔

---

[26] Al-e-'imran:3

[27] Aūrat Islam kī Nazar mein, Sayyed Abu al-A'la Maudūdi, (Lahore: Maktaba Mansura, 1984AD), 1.

[28] Islam kā Qānon-e-Saḥāfat, Dr. Liaqat Ali Niazi, 204.

آزادی افکار کے نام پر اپنی ثقافت کو برباد کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ سوشل میڈیا کا سمت درست رکھنے اور جامع سوشل میڈیا پالیسی مرتب کرنے کے لیے قومی سطح پر ماہرین صحافت، پروفیسرز اور مفتیان کرام کی ایک مشاورتی کمیٹی قائم کی جائے جو سوشل میڈیا کے منفی اثرات کی روک تھام کے لیے مناسب قانون سازی اور قومی پالیسی بنائے۔ ریاستی سطح پر سوشل میڈیا پر حقوق اللہ اور حقوق العباد، نظریہ پاکستان کی تبلیغ کی جائے۔ اسلامی طرز زندگی کی طرف رغبت دلائی جائے، اسلام کے سماجی نظام، فرد، خاندان والدین، اساتذہ وغیرہ کے حقوق کی اہمیت کے ساتھ مسجد و مدارس کی کارکردگی بیان کی جائے۔

ریاستی سطح پر "امر بالمعروف و نہی عن المنکر" سے متعلق سیرت نبوی پہلوؤں کی اشاعت کی جائے۔ اور ہیلتھ چینلز کا اجراء کیا جائے۔ سوشل میڈیا پر ملکی سطح پر تعلیم نسواں، تعلیم بالغاں کی چینلز کھولے جائیں۔ مطالعہ قرآن کریم کی چینلز کھولے جائے۔ تاریخ پاکستان، اور تحریک پاکستان کے اکابرین کی تاریخ بتائی جائے۔

تجاویز:

ملکی سطح پر (پارلیمنٹ) میں سوشل میڈیا کے لیے جامع پالیسی بنانی چاہیے۔ سوشل میڈیا کے لیے ارباب اختیار اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔ نظریہ پاکستان پھیلانے کے لیے سوشل میڈیا ٹاسک فورس بھرتی کرنی چاہیے۔ آئین پاکستان کو عوام تک پہنچانے اور وضاحت کے لیے PhD ڈاکٹرز اور عدلیہ کے لوگ بھرتی کرنی چاہیے۔ سوشل میڈیا پر پاکستانی ثقافت پھیلانے کی پروگرامز کرنی چاہیے۔ تعلیمی کمی پورا کرنے کے لیے تعلیمی پروگرامز نشر کرنی چاہیے۔ مطالعہ قرآن کریم کی پروگرامز کرنی چاہیے۔ صحیح قرآن کریم پڑھانے کے لیے ریاست سوشل میڈیا پر، قراء کو بھرتی کرے۔ اس طرح عربی زبان کی ترویج کا پروگرامز کرنی چاہیے۔ صحت کے پروگرامز نشر کرنا۔ موسمیاتی تبدیلیوں کے موضوع مکالمے کرنے چاہیے۔ ان لائن کاروبار پر کثرت کے ساتھ مکالمے نشر کرنے چاہیے۔ اس لیے کے اس ملک اقتصادی طور پر مضبوط ہو گا۔ دہشت گردی پاکستان کا اہم ترین مسلہ ہے اس موضوع پر علامہ کرام اور مفتیوں کے ساتھ پوڈکاسٹ کرنے چاہیے۔ اور صحیح اسلامی تعلیمات کو نشر کرنا چاہیے۔ شیعہ، سنی اختلافات پاکستان کے لیے نقصان دہ ہیں اس کے بارے اکسپرٹس سے مکالمے کرنے چاہیے۔ بین الاذاہب پروگرامز کرنے چاہیے۔ اقلیتوں کے حقوق کے بارے میں پوڈکاسٹ ماہرین کے ساتھ کرنے چاہیے۔ توہین رسالت پاکستان کے اہم مسایل میں ہے اس پر پروگرامز کرنے چاہیے اور عوام پاکستان کو شعور دے کہ کسی پر ذاتی دشمنی کی بناء پر سوشل میڈیا پر توہین رسالت کا دعوٰی نہ کرے۔ بلکہ قانون پاکستان کا سہارا لے۔ سوشل میڈیا پر جمہوریت کو فروغ دے۔ اور ایک دوسرے کے احترام کے موضوع پر پوڈکاسٹنگ کرنی چاہیے کیونکہ آج کل پاکستان میں سیاسی دشمنی عروج پر ہے۔ عوام کو اعتدال کا درس دیا جائے۔ جو کہ پاکستانی کلچر کے بھی خلاف ہیں اور پاکستان کے اقتصادیات کے لیے بھی مضر ہے۔ دینی تعلیم اور دینی مدارس کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے کیونکہ یہ پاکستانی ثقافت کے امین ہیں۔ سوشل میڈیا کو ریاستی سطح پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لیے استعمال کرنی چاہیے۔ سوشل میڈیا پر پیغام پاکستان فتوٰی کے موضوع پر مکالمے کرنے چاہیے۔ کیونکہ یہ اجتماعی دانش کا نتیجہ ہے اور پاکستان کے امن کے لیے ضروری بھی۔ تاریخ اسلام اور تاریخ پاکستان و اکابرین پاکستان کے موضوع پر مکالمے کرنے چاہیے۔ پاکستان ایک عسکری ریاست ہے سوشل میڈیا پر افواج پاکستان کے خلاف ٹرینڈز نہیں بننے چاہیے۔ اور اس کی حوصلہ افزائی نہیں کرنی چاہیے۔ اقبالیات کے موضوع پر خصوصی پوڈکاسٹنگ کرنی چاہیے۔ مسلہ کشمیر کو اجاگر کرنا چاہیے۔

خلاصہ:

معاشرے میں سوشل میڈیا کی ایک خاص اہمیت ہے۔ بعض ماہرین اسے ریاست کا اہم ترین ستون قرار دیتے ہیں۔ اسی اہمیت کے پیش نظر میڈیا سے منسلک تمام میڈیا کمپنیز اور معروف اینکرز، یہاں اکاونٹس بنا چکے ہیں۔ عوام کی اکثریت اسے صرف تفریح کے لیے استعمال کرتے ہیں لیکن مغرب اور دین دشمن اسے ثقافتی یلغار کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ سوشل میڈیا پر نظریات کی جنگ لڑی جا رہی ہے۔ ریاستی سطح پر کوئی قومی سوشل میڈیا پالیسی موجود نہیں ہے جس کے نہ ہونے کی وجہ سے ریاست نے نقصان بھی اٹھایا ہے۔ سوشل میڈیا پر پاکستان مخالف آوازیں اٹھائی جاتی ہے۔ قومیت کے نام پر پاکستانیوں کو تقسیم کرانے کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔ صوبائیت کا نعرہ لگایا جارہا ہے۔ سوشل میڈیا پر دہشت گرد پوری طرح ایکٹو ہیں جو دہشت گردی کی تعلیم کھلے عام دیتے ہیں اور ریاستی اداروں پر حملے کی ویڈیوز شئیر کرتے ہیں۔ اسی طرح ہم جنس پرست بھی ایکٹو ہیں۔ الحادی نظریات پھیلانے کی منصوبے کے تحت شئیر کی جا رہی ہے۔ اور ملحدین نے بہت سے اکاونٹس بنائے ہیں۔